اردو گرامر میں اقسام کلمہ کا تنقیدی اور تقابلی جائزہ

محمد نذیر (نذیر بیسپا)*

تلخیص

لفظ یا کلمہ زبان کی بنیادی اکائی ہے اور زبان کا پورا نظام انہی الفاظ سے وجود میں آتا ہے۔ بیشتر اہل قواعد نے با معنی اور مستقل لفظ کو کلمہ قرار دیا ہے۔ کلمے کی نوعیت اور قسم کی درست شناخت قواعد زبان میں بہت اہمیت کی حامل ہے کیوں کہ یہ عمل جملے کے درست ابلاغ اور تفہیم کے لیے ضروری ہے۔ دنیا کی ہر زبان میں لفظ کو اس کے مزاج کے مطابق مختلف اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ عام طور پر عربی میں تین، انگریزی میں آٹھ اور فارسی میں سات اقسام پر ماہرین کا اتفاق ہے لیکن اردو میں قواعد نویسوں میں شدید اختلاف رائے نظر آتا ہے۔ بعض قواعد نویس اقسام کلمہ کے بجائے اجزائے کلام کی اصطلاح بھی کرتے ہیں۔ اردو کے لسانی ماہرین اس کی تعداد تین سے تیرہ بیان تک کرتے ہیں جس کی وجہ سے اردو قواعد سے دلچسپی رکھنے والے اساتذہ، طلبہ اور محققین میں سخت ابہام کا شکار ہوتے ہیں لہذا اس مقالے کا بنیادی مقصد اسی ابہام کو دور کرنا ہے۔ اس تحقیق میں قواعد کی دو بنیادی اصطلاحات یعنی صرف اور کلمہ کی تعریف بیان کرنے کے بعد اردو کے ۲۲ قدیم و جدید کتب قواعد میں درج اقسام کلمہ کی تعداد اور ناموں کا تجزیاتی اور تقابلی جائزہ لیا گیا ہے اور پھر ان میں موجود سقم کی نشان دہی کے بعد تحقیقی مباحث کی روشنی میں اردو کی اقسام کلمہ کی درست تعداد اور نام بھی تجویز کیے گئے ہیں جس پر عمل ہونے سے اردو قواعد میں موجود ایک بنیادی اختلافی مسئلے کا حل سامنے آسکے گا۔

مقدمہ:

زبان انسانوں کے باہمی رابطے اور احساسات و جذبات اور افکار و نظریات کے ابلاغ اور اظہار کا سب سے مؤثر وسیلہ ہے اور لسانی ماہرین کے مطابق اصوات، الفاظ اور جملے کسی بھی زبان کے وہ بنیادی عناصر ترکیبی ہیں جن پر زبان کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے البتہ زبان سے مؤثر ابلاغ و اظہار اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس زبان کے بولنے والے مقررہ اصول و ضوابط کو ملحوظ خاطر رکھ کر ان الفاظ اور جملوں کو تقریر یا تحریر کی صورت میں درست

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ فارسی، جامعہ کراچی / nazirbespa@uok.edu.pk

استعمال نہ کریں۔ یہی وجہ ہے کہ زبان کے مؤثر اور بامعنی استعمال کے لیے اہل زبان جن اصول و قواعد کی پیروی کرتے ہیں، ان کو لسانی ماہرین تشخیص و تعیین کے مرحلے سے گزارنے کے بعد علمی اصطلاحات کی روشنی میں مرتب و مدون کر کے قواعد زبان کا نام دیتے ہیں۔

اردو قواعد نویسوں نے قواعد زبان کی تعریف کے باب میں بھی بہت کم توجہ دی ہے اور قواعد کی بیشتر کتابوں میں اس اصطلاح کی تعریف متعین کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے البتہ لسانی موضوعات پر لکھے گئے بعض مقالہ جات میں اس کی ممکنہ جامع تعریف معین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ خلیل صدیقی لسانی مباحث میں گرامر کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> گرامر، کلام کی ساخت، اجزا کے منصب اور تفاعل کے لحاظ سے محل وقوع اور ساخت کے اندر ان کے باہمی تعلق اور عمل سے بحث کرتی ہے۔ اجزائے کلام کی ترتیب، باہمی تعلق، اور عمل کے مباحث نحو کے موضوعات ہیں اور ان کی اپنی ساخت اور مجموعی ساخت میں ان کے محل وقوع، تفاعلی حیثیت اور اس کے اعتبار سے ہیئت میں تحریف، تبدیلی یا اضافہ، تجدید یا اقسام اور زمروں میں درجہ بندی صرف یا تشکیلات کے۔[1]

اسی طرح مولوی فتح محمد خان جالندھری کی مصباح القواعد کے ایک جدید ایڈیشن کے مقدمے میں کلیم الہی امجد نے قواعد کی تعریف ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

> علم زبان کا وہ شعبہ جو کلام انسانی کی تنظیم اور تحلیل و ترکیب سے متعلق اصول و ضوابط کا سراغ لگا کر انہیں مرتب و مدون کرتا ہے عام طور پر اسے اردو میں 'قواعد' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس میں الفاظ پر کلام انسانی کے اجزا ہونے کی حیثیت سے روشنی ڈالی جاتی ہے۔ انگریزی میں اسے 'گرامر' کہتے ہیں۔[2]

ڈاکٹر سہیل بخاری زبان کے اصول و ضوابط کے لیے "قواعد" کی اصطلاح استعمال کرنے کے حق میں نہیں ہیں۔ وہ لسانیات کے موضوع پر تحریر کردہ اپنی کتاب تشریحی لسانیات کے باب ششم میں نظامیات کے زیر عنوان لکھتے ہیں:

> یہ لسانیات کا وہ شعبہ ہے جس میں لفظوں کے باہمی تعلقات پر بحیثیت اجزائے کلام روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اسے انگریزی میں گرامر، عربی میں صرف و نحو سنسکرت اور ہندی میں دیاکرن اور اردو میں قواعد کہتے ہیں لیکن یہ نام درست نہیں ہے کیوں کہ قواعد قاعدے کی جمع ہے اور قاعدے صوتیات، لفظیات اور معنویات یعنی ہر شعبے میں ملتے ہیں اور بیان کئے جاتے ہیں اس لیے صرف موجودہ شعبے کو قواعد کا نام دینا

غلط اور گمراہ کن ہے۔ اس کا بہتر نام نظامیات ہے جو اجزائے کلام کے باہمی روابط اور الفاظ اور جملوں کے نظام سے بحث کرتا ہے۔[۳]

قواعد زبان کے لیے فارسی میں بھی "قواعد زبان" اور "صرف و نحو" جیسی اصطلاحات رائج رہی ہیں لیکن حبیب اصفہانی (۱۸۳۵ء-۱۸۹۳ء) نے پہلی بار قواعد کے بجائے "دستور" کی اصطلاح استعمال کی ہے اور اب "دستور زبان" کی اصطلاح ہی رائج ہے۔ فارسی کے قواعد نویسوں نے بھی "دستور زبان" کی مختلف تعریفیں بیان کی ہیں جن میں سے معروف قواعد نویس اور ماہر لسانیات حسن انوری کی بیان کردہ تعریف بہت جامع ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:

آج دستور زبان سے سب سے پہلے جو نکتہ ہمارے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ کسی زبان میں الفاظ کی بناوٹ، طریقہ استعمال اور الفاظ اور جملوں کے باہمی تعلق کو جانچنے کا علم ہے اور زبان شناسی کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو یہ علم کسی زبان کی لسانی اور ساختیاتی قابلیت کے مطالعے کا نام ہے۔ (ترجمہ)[۴]

اردو کے لسانی ماہرین کا ماننا ہے کہ اردو قواعد فارسی قواعد کے زیر اثر اور خود فارسی قواعد عربی قواعد کے زیر اثر مرتب پائے ہیں؛ جیسا کہ کلیم الٰہی امجد مصباح القواعد کے مقدمے میں اس حوالے سے لکھتے ہیں کہ "فارسی کی صرف و نحو بنیادی طور پر عربی صرف و نحو کی تقلید ہے۔ اردو پر عربی کے اثرات براہ راست کم ہے، لیکن فارسی نے جو کچھ عربی سے لیا ہے، اس میں کچھ اضافوں کے ساتھ اردو کو منتقل کیا اور اردو کے قواعد صرف و نحو خواہ فارسی قواعد کے زیر مرتب ہوئے ہوں یا فارسی کے وسیلے یا واسطے سے، یہ سلسلہ عربی تک پہنچتا ہے۔"[۵] جان تھامسن پلیٹس (John Thompson Platts) نے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اردو قواعد نویسوں نے عربی کے زیر اثر اردو کے اجزائے کلام مرتب کیے ہیں۔[۶] مشفق خواجہ کے بقول شوکت سبزواری کو اس بات کا شکوہ تھا کہ "اردو قواعد کی جتنی کتابیں موجود ہیں، وہ عربی، فارسی یا انگریزی قواعد کے تتبع میں لکھی گئی ہیں۔"[۷]

یہ بات جزوی طور پر درست ہے کہ فارسی قواعد عربی گرامر کے زیر اثر تدوین و ترتیب پائے ہیں اور بہت عرصہ عربی کے زیر اثر بھی رہے ہیں لیکن یہ بات مکمل سچ نہیں ہے کیوں کہ گزشتہ ڈیڑھ سو سال میں فارسی قواعد کو عربی کے بجائے یورپی یا یونانی اصولوں کی بنیاد پر از سر نو مرتب کیا گیا ہے اور "صرف و نحو" یا قواعد فارسی" کی اصطلاح کے بجائے "دستور زبان فارسی" کی اصطلاح استعمال کی جا رہی ہے، البتہ دیگر قواعد کی اصطلاحات عربی کی مستعمل رہی ہیں جن کو اب پچھلے دو عشروں سے فارسی اصطلاحات کے ساتھ تبدیل کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا جدید فارسی قواعد کا اردو قواعد سے تقابل کیا جائے تو ہمارے سامنے نئی علمی راہیں کھل سکتی ہیں۔

اردو قواعد زبان کے حوالے سے اب تک سینکڑوں کتابیں اور رسالے تحریر کیے جا چکے ہیں اور آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے لیکن ان کے سر سری جائزے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ چند ایک کتب قواعد کے سوا باقی تمام کتابوں میں صرف جملوں کی ترتیب، مثالیں اور مصنف کے نام ہی تبدیل ہوئے ہیں اور کسی قسم کے اہم نکتے کا اضافہ یا کسی مبہم اصطلاح کی تصریح و تنقیح کا پہلو نظر نہیں آتا۔ اردو قواعد کی تمام قابل ذکر کتابوں میں کلمہ کی اقسام یا اجزائے کلام کے حوالے سے بہت اختلاف پایا جاتا ہے کسی نے کلمے تین، کسی نے پانچ، کسی نے چھ اور کچھ نے نو یا اس بھی زیادہ اقسام بیان کی ہیں جس کے سبب اردو کے طلبا، اساتذہ اور محققین ابہامات کے شکار ہو جاتے ہیں لیکن ان اختلافات کو علمی تناظر میں جانچ کر قابل قبول اقسام کلمہ کے تعین کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نظر نہیں آتی۔ اگرچہ فارسی اور انگریزی سمیت دنیا کی دیگر زبانوں میں بھی اقسام کلمہ کے باب میں اختلافات رہے ہیں لیکن جدید دور کے سائنسی مطالعات کی روشنی میں یہ مسئلہ کافی حد تک حل ہو چکا ہے اور اب ان زبانوں کے ماہرین بعض لسان شناسی کے مباحث کے علاوہ کافی حد تک اقسام کلمہ کے حوالے سے ایک اصول پر متفق نظر آتے ہیں لیکن اردو میں آج بھی لکھی جا رہی کتب قواعد میں سخت ابہام اور اختلاف پایا جاتا ہے اور درسی کتابوں میں یہ ابہام اور زیادہ پیچیدہ صورت اختیار کر جاتا ہے جب ہمارے طلبا مختلف زبانوں کے اجزائے کلام کی تقسیم میں اختلاف دیکھتے ہیں تو ان میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور شاید یہی وجہ ہے کہ ہمارے طلبا اردو قواعد سے سخت نالاں نظر آتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ علمی مناہج پر اس موضوع کا تنقیدی جائزہ لیا جائے اور اقسام کی درست تشخیص و تعیین کے لیے کوشش کی جائے تا کہ ان ابہامات کو دور کیا جا سکے۔

راقم نے اس سے قبل بھی ایک تحقیقی مقالے میں اردو میں رائج اسم معرفہ و نکرہ کی تعریف کا تنقیدی اور تقابلی جائزہ لیا تھا اور درجنوں کتابوں کے حوالے کے ساتھ اردو قواعد کی تدوین و ترتیب اور اصطلاحات و تعاریف میں موجود کوتاہیوں اور ابہامات کی طرف اشارہ کیا تھا جب کہ معرفہ و نکرہ اور اسم عام و خاص پر تفصیلی بحث کی تھی۔[۸] موجودہ مقالہ اسی سلسلے کی دوسری کڑی ہے جس میں اردو قواعد کے ایک اہم موضوع یعنی کلمہ اور اس کی اقسام کا مختلف قواعد نویسوں کی آراء کی روشنی میں تقابلی جائزہ لینے اور ان سوالات کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اردو میں قواعد میں کلمے کو کتنی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے؟ اقسام کی تعداد پر مبنی اختلافات کی نوعیت کیا ہے؟ کیا یہ تقسیم بندی اردو کے مزاج اور منہج کے مطابق ہے؟ اور ممکنہ قابل قبول تقسیم بندی کیا ہو سکتی ہے؟

سابقہ تحقیقات کا جائزہ:

اردو کے قواعد کے موضوع پر بے شمار کتابیں لکھی گئی ہیں اور درجنوں مقالہ جات اور مضامین بھی تحریر کیے گئے ہیں لہذا میں یہ دعوی تو نہیں کر سکتا کہ میں نے ان تمام کتب و رسائل اور مضامین و مقالہ جات میں "کلمہ" کے مباحث کا مطالعہ کیا ہے کیوں کہ یہ موضوع بہت وسیع ہے اور اس مقالے کی گنجائش سے باہر ہے البتہ اپنی استعداد اور دسترس کے مطابق درجنوں کتب و جرائد کا جائزہ لینے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اب تک اس موضوع پر جتنا کام انجام پایا ہے اس میں تشنگی باقی ہے۔ قواعد سے متعلق مخصوص کتابوں میں بنیادی اصطلاحات کے حوالے سے ہی اختلافات اور ابہامات نظر آتے ہیں جن کی نشان دہی، اصلاح اور بہتری کے لیے کم و بیش جو کام ہوا ہے ان کی مقدار اور معیار دونوں تسلی بخش نہیں ہے۔ اگرچہ لسانیات کے مباحث کے تحت بھی ضمنی طور پر اردو قواعد پر بہت کچھ لکھا گیا ہے لیکن یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ لسانیات مکمل زبان کا علم ہے جب کہ قواعد کسی بھی زبان کے داخلی قواعد کے مطالعے کا نام ہے لہذا قواعد کو مکمل طور پر لسانیات قرار دے کر لسانیات کے نقطہ نظر سے جائزہ لینے سے موضوع میں مزید پیچیدگی اور ابہام پیدا ہوتا ہے لہذا لسانی ماہرین کی نگارشات میں زیادہ تر اختلافی مباحث صوتیات، لفظ کی ماہیت اور ساختیات اور افعالی کیفیات سے متعلق ہیں جب کہ اردو قواعد کی مروجہ اصطلاحات اور تعاریف میں موجود سقم اور ابہام کی نشان دہی اور اصلاح کے لیے کوئی قابل ذکر کام نہیں ہوا ہے یعنی یہ جاننے کی کوشش نہیں ہوئی ہے کہ مروجہ اصطلاحات اور ان کے مصادیق درست اور علمی ہیں بھی یا نہیں۔

روایتی انداز میں قواعد پر لکھی گئی کتابوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے البتہ بعض معاصر قواعد نویسوں نے اپنی تصانیف میں جدید لسانیاتی تناظر میں قواعد کی نئی اصطلاحات بھی استعمال کی ہیں جن میں سے نصیر احمد خان کی اردو ساخت کے بنیادی عناصر اور ڈاکٹر سہیل کی نظامیات اردو قابل ذکر ہیں۔ نصیر احمد کی کتاب میں انہوں نے خالصتاً لسانیات کی اصطلاحات کی روشنی میں اردو گرامر کی نئی تشکیل کی کوشش کی ہے جب کہ ڈاکٹر سہیل کی کتاب تک رسائی حاصل نہ ہو سکی البتہ ان کے ایک مجموعہ مقالات سے استفادہ کرنے کا موقع ملا۔ قواعد کے تجزیاتی مطالعے اور تقابلی جائزے کے حوالے سے چند ایک تنقیدی و تحقیقی مضامین اور مقالہ جات میرے علم میں آئے ہیں ان میں ڈاکٹر ظفر احمد کا تحقیقی مقالہ اردو قواعد کی جدید تحقیق: تجزیاتی مطالعہ ہے جس میں محقق نے لسانیات کے تناظر میں بعض اصطلاحات جیسے مارفالوجی (Morphology)، مارفیم (Morpheme) وغیرہ کی تعریف و توضیح کے بعد قواعد کی بحث شروع کی ہے اور صرف و نحو اور جدید اصطلاحات کے باہمی فرق اور حدود پر روشنی ڈالی ہے نیز بعض کتب قواعد میں صرف و نحو کی تعریف و حدود کا بھی جائزہ لیا ہے جن میں جامع القواعد حصہ صرف از ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی، جامع القواعد حصہ نحو از ڈاکٹر غلام مصطفی خان، قواعد اردو از مولوی عبد الحق اور ڈاکٹر

سہیل عباس کی بنیادی اردو قواعد شامل ہیں۔ اس مقالے کا زیادہ تر مبحث لسانیات سے متعلق ہے اور آخر میں انہوں نے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ:

پاکستان میں قواعد کی بحث دو متوازی خطوط پر مبنی ہے۔ ایک گروہ روایتی قواعد نویسی کی پیروی کرتے ہوئے اردو قواعد مرتب کر رہا ہے۔ اس طرح کے قواعد زیادہ تر درسی و تعلیمی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ ان کو عربی و فارسی قواعد نویسی کے تحت مرتبہ ابتدائی اردو قواعد کا سلیس خلاصہ قرار دیا جا سکتا ہے ۔ ان میں جدید تحقیقات و اصطلاحات کے اثرات نہیں پائے جاتے۔ دوسرے گروہ میں شامل قواعد کو جدید لسانیاتی یا توضیحی، ہیئتی قواعد قرار دے سکتے ہیں۔[9]

اسی طرح مرزا خلیل احمد بیگ کے لسانی مضامین کا مجموعہ لسانی مسائل و مباحث میں ایک مفصل مضمون اردو قواعد نویسی کی روایت کے عنوان سے درج ہے جس میں موصوف نے تاریخی اور موضوعی اعتبار سے اردو کتب قواعد کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔[10]

قواعد کے مسائل پر ایک اور مقالہ وارث سرہندی کے لسانی مقالات کے مجموعہ بہ عنوان زبان و بیان میں بھی درج ہے جس میں فاضل مصنف نے جامع القواعد مؤلفہ ابو اللیث صدیقی کے حوالے سے اردو صرف و نحو کے بعض مسائل پر بحث کی ہے جس میں زیر نظر کتاب کی بعض خامیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔[11] اسی طرح شوکت سبزواری[12] کی اردو لسانیات میں قواعد لسانیات کے نقطہ نظر سے اردو قواعد کے بعض مباحث کا جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ اس سلسلے میں ایک مبسوط کام غلام عباس گوندل کا پی ایچ ڈی کا (PhD) تھیسس ہو سکتا ہے جو اردو قواعد کی مطبوعہ کتب کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ کے عنوان سے اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں پایہ تکمیل تک پہنچا ہے۔ بد قسمتی سے مجھے آخری وقت تک اس رسالے تک دسترسی حاصل نہیں ہو پائی۔

مذکورہ بالا تمام کتب و رسائل اور مقالات میں اجزائے جملہ یا کلمہ کی تقسیم بندی کے حوالے سے کوئی تنقیدی مطالعہ یا تقابلی جائزہ نظر نہیں آتا۔ ہاں البتہ اس موضوع پر انٹرنیٹ پر انگریزی کے کئی مقالہ جات دیکھے جا سکتے ہیں جو کمپیوٹر سائنس اور ڈیٹا سائنس کے محققین نے تحریر کئے ہیں جن میں اردو کے اجزائے کلام کو خود کار نظام کے تحت ٹیگ کرنے کے حوالے سے درپیش مسائل اور چیلنجز کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس ضمن میں چند مقالات کے علاوہ ایم ایس (MS) کی سطح کا ایک تھیسس بھی لکھا گیا ہے جو نیشنل یونیورسٹی آف کمپیوٹر سائنس کے شعبہ کمپیوٹر سائنس کے ماتحت ایک طالب علم حسن سجاد نے ۲۰۰۷ء میں تحریر کیا ہے۔ ان کے سرسری جائزے سے یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ

اردو میں اجزائے کلام کی درست طبقہ بندی نہ ہونے کے سبب جدید دور میں کمپیوٹرائزڈ طریقے پر اجزائے کلام کو خودکار انداز میں ٹیگ کرنے میں بہت دشواری پیش آتی ہے۔

اردو کے برعکس فارسی، عربی اور دیگر زبانوں کے اجزائے کلام کی تقسیم بندی اور اختلافات و مشترکات کے حوالے سے کئی تنقیدی اور تحقیقی مقالات نظر سے گزرے ہیں جن میں سے چند اہم مقالہ جات کا حوالہ اس مقالے میں بھی موجود ہے۔

روش (منہج) تحقیق:

اس مقالے کی انجام دہی کے لیے مخلوط روش تحقیق کا سہارا لیا گیا ہے۔ مطلوبہ مواد اور مآخذ کو مختلف کتب خانوں خاص طور پر ریختہ، آرکائیو آرگنائزیشن اور قومی زبان ڈاٹ کام جیسے آن لائن ڈیٹا بیس سے حاصل کیا گیا ہے اس لیے مصادر کے اعتبار سے یہ ایک لائبریری تحقیق ہے۔ جب کہ مواد اور مباحث کے اعداد و شمار، باہمی تقابل اور تجزیہ و تحلیل کے ذریعے نتائج اخذ کیے جانے کے سبب اس کو تقابلی (Comparative)، تجزیاتی (Analytical) اور شماریاتی (Statistical) طرز تحقیق بھی قرار دیا جاسکتا ہے۔

اردو قواعد کی سینکڑوں کتابیں ہیں اور سب کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے صرف ۲۲ قدیم و جدید قواعد کو اس تحقیق میں تقابلی جائزے کے لیے منتخب کیا گیا ہے۔ راقم نے ان مصادر کو اقسام کلمہ کی تعداد کی بنیاد پر پانچ گروہوں میں تقسیم کیا ہے اور سال تالیف کی بنیاد پر جدول کی صورت میں مرتب کر کے ظاہر کیا ہے۔ سال تالیف معلوم نہ ہونے کی صورت میں سال اشاعت لکھ دیا گیا ہے۔ بحث میں پہلے کلمے کی تعریف متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور پھر اقسام کلمہ کا تقابلی جائزہ لیا گیا ہے۔ آخر میں ان تجزیات کی روشنی میں اقسام کلمہ کے تعین کے لیے اپنی رائے بھی پیش کی ہے۔ اردو قواعد کی تشکیل میں عربی، انگریزی اور فارسی کے کردار اور اثرات کے پیش نظر ان زبانوں میں رائج اجزائے کلام یا اقسام کلمہ کا بھی مختصر جائزہ لیا گیا ہے، البتہ فارسی قواعد میں کلمہ اور اس کی اقسام کا خصوصی حوالہ دیا گیا ہے۔

قواعد زبان کے بنیادی مباحث:

عام طور پر گرامر یا قواعد کے مباحث کو "صرف" اور "نحو" کے نام سے دو حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جب کہ بعض جدید قواعد نویسوں نے ہجا یا حروف یا اصوات کو بھی شامل کر کے تین قسمیں بیان کی ہیں۔ نصیر احمد خان نے "فونیمیات"، "مارفیمیات" اور "نحویات" کی اصطلاحات استعمال کی ہیں۔ اصطلاحی اختلافات سے قطع نظر مختصر طور پر کہا جاسکتا ہے کہ "صرف" لفظ شناسی یا کلمہ شناسی کا نام ہے جس میں کلمے کی ماہیت اور نوعیت سے بحث کی جاتی ہے

جب کہ "نحو" لفظ کی کردار شناسی ہے یعنی جس میں لفظ کی نوعیت سے قطع نظر جملے میں اس کے کردار کا جائزہ لیا جاتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ ایک کلمہ جملے میں کس عنوان یا حیثیت سے آیا ہے۔ اس مقالے میں چوں کہ ہمارا ارتکاز صرف کلمہ اور اس کی اقسام پر ہے اس لیے "نحو" سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی بحث کو صرف "صرف" تک محدود رکھا جاتا ہے۔

صرف:

قواعد کی جو شاخ لفظ یا کلمے کی تعریف، ساخت، نوعیت اور معنی کی درست تشخیص کے ساتھ اس کی اقسام کا علمی اصولوں کی بنیاد پر تعین کرتی ہے، اسے اردو کے اکثر قواعد نویسوں نے "علم صرف" کا نام دیا ہے جب کہ بعض نے اقسام کلمہ کے لیے الگ سے "اجزائے کلام" کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے جن میں ڈاکٹر سہیل بخاری، عصمت جاوید اور شوکت سبزواری وغیرہ کے نام لیے جاسکتے ہیں۔ خلیل صدیقی "صرف" کے لیے "تشکیلات"[13] کی اصطلاح بھی استعمال کرتے ہیں۔ ڈاکٹر سید علی حیدر نے "علم صرف" کا "Etymology" ترجمہ کیا ہے۔[14]

اردو کتب قواعد نویسوں میں کم و بیش "صرف" کی ایک جیسی تعریف کی گئی ہے البتہ بعد کے قواعد نویسوں کے ہاں لسانیاتی مباحث کی آمیزش کے سبب تعریف میں وسعت پیدا ہو گئی ہے۔ قدیم قواعد نویس مولوی محمد احسن[15] اور مرزا نثار علی بیگ[16] نے ایک دو الفاظ کے فرق کے ساتھ ایک ہی تعریف بیان کی ہے یعنی: "صرف وہ علم ہے جس سے بنانا ایک لفظ کا دوسرے لفظ سے اور اس کی گردان اور طریقہ تبدیل کرنے صورت الفاظ کا معلوم ہو جائے۔"

شفیع احمد صدیقی نے تھوڑی وضاحت کے ساتھ صرف کی تعریف کا یہی مفہوم بیان کیا ہے کہ: "صرف و نحو کا پہلا حصہ علم صرف ہے۔ یہ وہ علم ہے جو لفظوں کی بابت ہمیں بتاتا ہے۔ اس میں الفاظ کی تقسیم، ایک لفظ کا دوسرے لفظ کے ساتھ تعلق، قواعد کے لحاظ سے لفظ کی اپنی حیثیت یا اس کی تبدیلی وغیرہ سے جو نئی صورت پیدا ہوتی ہے، ان سب کا ذکر علم صرف کے تحت کیا جاتا ہے۔"[17]

مولوی عبد الحق نے اپنی قواعد اردو کے مقدمے میں صرف کو "الفاظ کی تقسیم، گردان اور اشتقاق کی بحث"[18] کا علم قرار دیا ہے اور صرف کے باب میں یہ وضاحت کی ہے کہ "صرف با معنی الفاظ سے قواعد میں بحث ہوتی ہے۔"[19]

محمد زین العابدین کی نظر میں "علمِ صَرف کلموں اور کلموں کے تغیر تبدل سے بحث"[20] کا نام ہے۔ جب کہ ابو اللیث صدیقی نے "تغیر و تبدل" کے علاوہ "ان کے بنانے اور بننے کے طریقوں اور اصولوں کے بیان پر مبنی علم" کو صرف کہا قرار دیا ہے۔"[21] فتح محمد جالندھری[22] اور ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ[23] نے صرف کی ہو بہو ایک جیسی تعریف

کی ہے کہ "صرف وہ علم جس میں حروف و حرکات کے تغیر و تبدل سے مختلف قسم کے الفاظ اور مختلف قسم کے معنی پیدا ہوتے ہیں۔" جب کہ منصف خان سحاب نے صرف کے لغوی معنی یعنی "پھیرنا" کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انہی الفاظ کو دہرایا ہے کہ "لفظ کے تغیر و تبدل اور ساخت کے بارے میں جاننے کے علم "[۲۴] کو صرف کہا جاتا ہے۔

کلمہ:

کلمہ کے بارے میں اردو قواعد نویس کم و بیش اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ اس کا با معنی ہونا ضروری ہے البتہ ان میں لفظ اور کلمہ کے الگ ہونے یا ایک ہونے کے بارے میں تھوڑا اختلاف نظر آتا ہے۔ مرزا نثار علی بیگ کے مطابق[۲۵] "انسان کے منہ سے نکلنے والی ہر معنی دار یا بے معنی آواز لفظ ہے۔ جس لفظ کے معنی مقرر ہوں، وہ موضوع جس کے معنی نہ ہوں وہ مہمل ہے"۔ انہوں نے مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "لفظ موضوع کی دو قسمیں مفرد اور مرکب ہیں۔ مفرد وہ ہے جس سے ایک معنی سمجھ آئے اور اسی لفظ کو 'کلمہ' کہتے ہیں۔"

فتح محمد جالندھری[۲۶] اور ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ[۲۷] نے بغیر لفظی تغیر و تبدل کے کلمے کی بھی ایک ہی تعریف بیان کی ہے کہ: "انسان کے منہ سے جو آوازیں نکلتی ہیں ان کو لفظ کہتے ہیں۔" اور "لفظ موضوع سے اگر اکیلے معنی سمجھے جائیں تو اس کا نام کلمہ ہے"۔ انہوں نے لفظ اور کلمہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "ہر کلمے کو لفظ کو لفظ کہہ سکتے ہیں ہر لفظ کو کلمہ نہیں"۔ جالندھری اور بلوچ کی تعریف میں لفظی یکسانیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ ڈاکٹر بلوچ نے جالندھری کی قواعد سے استفادہ کیا ہے۔

محمد زین العابدین نے لفظ کی تعریف میں "اعراب و حروف" کی شرط کا اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: "اعراب اور حروف سے مل کر جو آواز منھ سے نکلتی ہے، اس کو لفظ کہتے ہیں"۔ جب کہ کلمے کی تعریف وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے کہ: "ہر معنی والے لفظ کو جو کسی ایک معنی کے لیے بنایا گیا ہو یا ایک سے زیادہ لفظ مل کر کسی ایک معنی کے لیے بولے جائیں۔"[۲۸] منصف خان سحاب نے بھی اختصار کے ساتھ اسی تعریف کو بیان کیا ہے کہ: "انسان کے منہ سے بولتے وقت جو کچھ نکلتا ہے، اسے لفظ کہتے ہیں"۔ اور "کلمہ وہ لفظ جس کے سننے سے کچھ معنی سمجھ آئیں"۔[۲۹]

شوکت سبزواری نے بھی "صرف ایک معنی کا مراد لیا جا سکنا" کلمہ (بول) کی بنیاد شرط قرار دی ہے البتہ وہ لفظ اور کلمہ کے ہم معنی ہونے کے قائل ہیں۔[۳۰]

ابو اللیث صدیقی کی تعریف مختصر ہونے کے باوجود سب سے جامع، مدلل اور علمی ہے:

"کلام با معنی کا اقل ترین جزو جو معنوی اعتبار سے ایک اکائی ہو، کلمہ کہلاتا ہے۔ جدید اصلاح میں اسے (Morpheme) کہتے ہیں۔"[۳۱]

فارسی قواعد نویسوں نے بھی کم و بیش "کلمہ" کی ایسی ہی تعریف کی ہے۔ اردو کی طرح فارسی میں بھی قدیم و جدید قواعد میں معمولی اختلاف پایا جاتا ہے۔ جواد مشکور[۳۲] اور کمال طالقانی[۳۳] کے تحریر کردہ قدیم قواعد میں بھی "کلمہ" کا مفرد اور معنی دار ہونا اور کسی مفہوم کا حامل ہونا بنیادی شرائط ہیں۔ جب کہ جدید لسانی ماہرین نے اس میں مزید وضاحت اور وسعت پیدا کر دی ہے۔ مثلاً خسرو فرشیدورد (Khosrow Farshidward) نے ان الفاظ میں کلمہ کی تعریف کی ہے:

کلمہ کلام کی سب سے چھوٹی با معنی اکائی ہے، جس میں معنی، املا اور صوتیات کی وحدت اور استقلال ہو، جملے میں کوئی کردار ادا کرتی ہو، اور ایک یا زیادہ اجزائے ترکیبی پر مشتمل ہو۔ (ترجمہ)[۳۴]

اقسام کلمہ یا اجزائے کلام کا تاریخی پس منظر:

لفظ یا کلمہ کی درجہ بندی یا تقسیم بندی کا تصور بہت پرانا ہے۔ سب سے پہلے افلاطون نے کلمے کو اسم اور فعل میں تقسیم کیا جس کے بعد اس کے شاگرد ارسطو نے حرف کا بھی اضافہ کر کے باقاعدہ ایک نظام وضع کیا جو بعض محققین کے مطابق آج بھی عربی میں رائج ہے اور اردو کے اکثر قواعد نویس بھی اس کی پیروی کرتے ہیں۔ عصمت جاوید اجزائے کلام کے تاریخی پس منظر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جملے میں الفاظ کے قواعدی وظائف کے پیش نظر ان کی درجہ بندی صدیوں پرانا طریقہ کار ہے۔ الفاظ کی یہ درجہ بندی اصطلاح میں 'اجزائے کلام' کہلاتی ہے۔ افلاطون کی ایک کتاب میں پہلی بار اسم (Onama) اور فعل (Rhema) کا ذکر ملتا ہے لیکن ارسطو پہلا شخص ہے جس نے 'اجزائے کلام' کا باقاعدہ نظام وضع کیا اور حرف جار (Syndesmoi) حالت اور تصریفات وغیرہ کا اضافہ کیا۔[۳۵]

افلاطون اور ارسطو کی یہ تقسیم بندی لسانیات کے بجائے فلسفے پر مبنی ہے جب کہ جس شخص نے سب سے پہلے قواعد زبان کو باقاعدہ طور پر ایک مستقل علم قرار دیا وہ ڈایونی سیس ٹریکس (Dionysius Thrax) تھا جو تقریباً سو سال قبل مسیح کا یونانی قواعد نویس تھا جس نے اجزائے کلام کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا۔[۳۶] اس کی تصنیف کردہ گرامر کے انگریزی ترجمے کے مطابق "لفظ کسی بھی مرتب جملے کا سب سے چھوٹا حصہ ہوتا ہے۔ جملہ الفاظ کا ایسا مجموعہ ہے جو مکمل مفہوم کا حامل ہو، چاہے نثر میں ہو یا شعر میں۔ ان کے مطابق کلام کے درج ذیل آٹھ اجزا ہوتے ہیں: اسم (Noun)، فعل (Verb) حرف تعریف و تنکیر (Article) صفت فعلی (Participle)، ضمیر

(Pronoun)، حرف جار (Preposition)، قید یا متعلق فعل (Adverb)، حرف ربط (Conjunction)۔"[۳۷] ڈایونی سیس ٹریکس(Dionysius Thrax) کی گرامر اختصار کے باوجود بعد کے تمام قواعد نویسوں کے لیے سرمشق کی حیثیت رکھتی ہے اور اکثر نے اسی سے اثر لیا ہے۔[۳۸]

انگریزی اجزائے کلام:

انگریزی گرامر کے اجزائے کلام(Parts of Speech) کم و بیش ڈایونی سس کی تقسیم بندی پر مبنی ہے۔ اگرچہ لفظ کے متغیر اور مبہم تعریف کے سبب اجزائے کلام کا تعین بہت پیچیدہ عمل رہا ہے اور اسی سبب لسانیات اور قواعد کے ماہرین مختلف تصورات (آرتھوگرافی، فونولوجی، معنی، گرامر) کے زیر اثر مختلف نتائج بر آمد کرتے رہے ہیں لیکن انگریزی کے اکثر قواعد نویس اجزائے کلام کو آٹھ یا نو حصوں میں منقسم کرتے ہیں۔ ان اختلافات کے بارے میں بہت سارے مضامین اور رسالے لکھے جا چکے ہیں لیکن ان سے قطع نظر ہم دو تین حوالوں پر اکتفا کریں گے۔ انگریزی کے بیشتر مصادر میں اجزائے کلام(Parts of Speech) آٹھ ہیں۔ دائرۃ المعارف بریٹانیکا میں اجزائے کلام(Part of Speech) کے ضمن میں درج ہیں:[۳۹]

> There are eight parts of speech in traditional English grammar: noun, pronoun, verb, adjective, adverb, conjunction, preposition, and interjection. In linguistics, parts of speech are more typically called word classes.

ابتدائی ادوار کے انگریزی قواعد میں صوت "Interjection" کو شامل کیے بغیر کلمے کی سات قسمیں شمار کی جاتی تھیں[۴۰]۔ جب کہ جدید مصادر قواعد میں درج بالا آٹھ اقسام کے علاوہ حرف تنکیر و تخصیص(Determiner) کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آکسفورڈ گرامر کے حوالے سے انسائیکلوپیڈیا میں متعلقہ مدخل کے آغاز میں انگلش کے اجزائے کلام آٹھ بتائے ہیں لیکن آخر میں حرف تنکیر و تخصیص کو شامل کر کے نو اجزا بیان کی گیے ہیں۔[۴۱] مابعد لسانیات کے بعض قواعد نویس "ضمیر" کو اجزائے کلام میں شامل نہیں کرتے جیسا کہ آکسفورڈ ڈکشنری آف انگلش گرامر[۴۲] اور کیمبرج گرامر آف انگلش[۴۳] میں "ضمیر" کو شامل نہیں کیا گیا جب کہ باقی اجزا موجود ہیں۔ بعض مصادر میں باقاعدہ طور پر "اجزائے کلام" کی نو اقسام شامل ہیں[۴۴]۔ اختصار کے طور پر کہا جا سکتا ہے کہ انگریزی میں اکثریت کا آٹھ اجزائے کلام پر اتفاق ہے جب کہ بعض ماہرین "Determiner or Article" کو بھی اجزائے کلام کا حصہ مانتے ہیں۔

عربی اجزائے کلام:

جہاں تک عربی میں اجزائے کلمہ یا صرف کے مباحث کا تعلق ہے تو طوالت سے بچنے کے لیے یہاں صرف ایک تحقیقی مقالے کا حوالہ دینا کافی ہو گا جو *Classification of the Parts of Speech in Arabic* کے عنوان سے خاص طور پر اسی موضوع پر لکھا گیا ہے۔ اس مقالے میں فاضل محقق نے عربی اجزائے کلام سے متعلق نظریات، ماخذ اور تعاریف کا مفصل جائزہ لیا ہے۔ ان کے مطابق دوسری صدی ہجری کے معروف نحوی "سیبویہ (وفات ۱۸۰ق/۷۹۶ء) کی الکتاب عربی قواعد پر سب سے قدیم دستاویز ہے۔ قواعد نویسی کی تاریخ میں ان کو سب سے مستند مانا جاتا ہے جس کا کام بعد کے تمام قواعد نویسوں کے لیے اہمیت کا حامل رہا ہے۔"[۴۵]

مقالہ نگار نے سیبویہ کے حوالے سے عربی اجزائے جملہ کے بارے میں یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ عربی قواعد نویسی کی روایت میں یہ تقسیم بندی تین عناصر اصلی یعنی "اسم"، "فعل" اور "حرف" پر مشتمل ہے۔ ان کے مطابق اگرچہ بعض قواعد نویسوں نے سیبویہ سے اختلاف کی کوشش کی ہے لیکن اسی کی تقسیم بندی کو حتمی سمجھا جاتا ہے[۴۶]:

> The type of subdivision that was firstly advanced by Sībawayhi and then – almost – unanimously ratified and perpetuated, and that is anterior to the introduction of logic into the Arabic tradition. Later, and although any of these has ever been fully endorsed, there have been few attempts to propose formulations different from that in the *Kitāb*.

عربی قواعد کے ضمن میں اتنی وضاحت کافی ہے کیوں کہ عربی میں اجزائے کلام کی بحث ہماری استعداد اور مقالے کی حدود دونوں سے خارج ہے۔ اتنا جان لینا ہمارے لیے کافی ہے کہ عربی میں آج بھی اجزائے کلام کو تین حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے جو عربی کے لسانی مزاج اور منہج کے عین مطابق ہے لیکن عربی اصول قواعد کی بنیاد پر فارسی یا اردو قواعد کی تدوین بہت سے ابہامات اور الجھنوں کا باعث رہی ہے۔ جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا کہ فارسی اور اردو دونوں زبان کے قواعد شروع میں عربی گرامر کے زیر اثر رہے، اگرچہ فارسی میں اب عربی اصول قواعد کی مکمل پیروی نہیں کی جاتی لیکن اردو میں اب بھی اکثر کتب قواعد عربی اصول قواعد کے پیش نظر لکھی جا رہی ہیں جو بقول شوکت سبزواری اردو کے لسانی مزاج اور منہاج سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔

فارسی اجزائے کلام:

فارسی زبان کے ابتدائی دور کے قواعد زیادہ تر سلطنت عثمانی اور برصغیر کے علما اور فارسی دانوں نے تحریر کیے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں فارسی کے سینکڑوں کتب قواعد لکھے گئے ہیں جن کی اکثریت ابھی تک مخطوطات کی شکل میں مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں۔ فارسی قواعد نویسی کے ابتدائی نمونے فصاحت و بلاغت، لغت اور انشاء پردازی کی کتابوں میں نظر آتے ہیں۔ فارسی کی سب سے پہلی مستقل گرامر ابوحیان نحوی (وفات: ۷۴۵ہجری) کی منطق الخرس فی لسان الفرس ہے جو اب مفقود ہے اور دوسری کتاب ابن مہنا (وفات: ۸۲۸ہجری) کی حلیة الانسان فی حلبة اللسان ہے۔ فارسی زبان میں قواعد پر لکھی گئی سب سے پہلی کتاب احمد بن اسحق قیسری کی تاج العروس و غرۃالنفوس کو مانا جاتا ہے جو ۸۹۸ہجری سے قبل لکھی گئی ہے۔ اس کے بعد دوسری مستقل کتاب منہاج الطلب کو مانا جاتا ہے جو ایک چینی شخص محمد بن الحکیم الزینی الصینی نے چین میں تحریر کی ہے جس کے قدیم ترین نسخے کی سال کتابت ۱۰۷۰ہجری ہے[۴۷] اس لیے بعض لوگ اسے فارسی میں تحریر شدہ پہلی کتاب قواعد مانتے ہیں کیوں کہ اس کی تالیف کا سال اس سے بہت پہلے کا ہو سکتا ہے۔

گیارہویں صدی ہجری اور بارہویں صدی ہجری میں برصغیر پاک و ہند میں فارسی قواعد نویسی کے حوالے سے بے شمار کتابیں اور رسالے لکھے گئے جو بذات خود پی ایچ ڈی (PhD) کا تحقیقی مقالہ بن سکتا ہے البتہ ایران میں فارسی قواعد نویسی کا آغاز ۱۲۶۲ہجری سے ہوتا ہے۔ ۱۲۸۹ہجری سے قبل تمام ایرانی یا غیر ایرانی فارسی قواعد عربی اصول قواعد کی بنیاد پر مرتب ہوئے ہیں یعنی کلمہ کو "اسم"، "فعل" اور "حرف" تین اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ۱۲۹۸ہجری میں حبیب اصفہانی (وفات: ۱۳۱۱ہجری) نے اپنی کتاب دستور سخن مطبوعہ استانبول ۱۲۸۹ہجری اور بعد میں اس کی تلخیص دبستان فارسی مطبوعہ استانبول ۱۳۰۸ہجری میں عربی کی تقلید ترک کرتے ہوئے یورپی قواعد زبان کی روشنی میں فارسی زبان کے جدید قواعد کی بنیاد رکھی اور کلمہ کو تین کے بجائے درج ذیل دس (۱۰) اقسام میں منقسم کیا: اسم، صفت، ضمیر، کنایات، فعل، فرع فعل، متعلقات فعل، حروف، ادوات و اصوات۔ حبیب اصفہانی نے ہی پہلی بار قواعد کے بجائے "دستور" کی اصطلاح استعمال کی جو آج تک رائج ہے۔[۴۸]

حبیب اصفہانی کی دستور سخن کے بعد بھی کچھ عرصے تک چند ایک ایرانی قواعد نویسوں نے عربی کی تقلید میں کلمہ کو اسم، فعل اور حرف تین اقسام میں منقسم کیا ہے جیسا کہ مرزا حسن طالقانی کی لسان العجم میں اسی تقسیم بندی کو برقرار رکھا گیا ہے[۴۹] لیکن چودھویں صدی ہجری کے اوائل سے آج تک ایران میں لکھے گئے قواعد میں کلمے کو چھ، سات، آٹھ یا نو اقسام میں تقسیم کیا جاتا رہا ہے لیکن برصغیر پاک و ہند کے اہل قواعد میں شاید اس حوالے سے مغالطہ پایا جاتا ہے کہ فارسی میں آج بھی کلمے کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اگر چہ میں نے درجنوں فارسی دساتیر زبان کا جائزہ لیا ہے اور اس تناظر میں فارسی اقسام کلمہ کا تفصیلی تقابل کیا جا سکتا ہے لیکن اختصار کے پیش نظر ایک تحقیقی مقالے کا حوالہ کافی سمجھتا ہوں جو بررسی انواع کلمہ در فارسی کے عنوان سے خاص اسی موضوع پر لکھا گیا ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے فارسی "اقسام کلمہ" کا پس منظر بیان کرنے کے بعد گیارہ مستند اور معروف کتب قواعد میں درج "انواع کلمہ" کی تعداد اور عناوین کا جائزہ لیا ہے۔

اس مقالے سے جو نتیجہ اخذ کیا گیا ہے اس کے مطابق فارسی کے قواعد نویسوں نے کلمہ کو نو، آٹھ، سات اور چھ اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ دستور پنج استاد کے مؤلفین سمیت ابتدائی دور کے قواعد نویسوں نے کلمے کی نو قسمیں بیان کی ہیں۔ بعض اقسام کی نوعیت میں اختلاف نظر آتا ہے۔ "حرف اضافہ" اور "حرف ربط" دونوں کو مستقل اقسام قرار دیا ہے اس کے علاوہ "کنایہ" اور "عدد" کو بھی اقسام کلمہ قرار دیا ہے۔ بعد کے ادوار میں "عدد" کو اسم یا صفت میں شامل کرنے کے بعد آٹھ قسمیں بنا دی گئی ہیں۔ اس کے بعد ماہرین قواعد و لسانیات نے حرف اضافہ اور حرف ربط کو بھی "حرف" کے ذیل میں یکجا کیا ہے اور کلمے کو سات قسموں یعنی: ۱۔ اسم، ۲۔ صفت، ۳۔ ضمیر، ۴۔ فعل، ۵۔ قید، ۶۔ حرف، ۷۔ صوت میں تقسیم کیا ہے اور اس کے بعد جدید دور میں عبد الرسول خیام پور، خسرو فرشید ورد اور اصغر شہبازی جیسے قواعد نویسوں نے لسانیات کے نئے مباحث کی روشنی میں "ضمیر" کو بھی حذف کر کے کلمہ کو چھ اقسام تک محدود کیا ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے آخر میں نتیجہ گیری کرتے ہوئے کلمے کی سات اقسام کو سب سے درست اور علمی قرار دیا ہے۔[۵۰]

راقم الحروف بھی فارسی کے ایک ادنی طالب علم کی حیثیت سے کلمے کی سات اقسام میں تقسیم بندی کو سب سے بہتر اور مستند سمجھتا ہوں۔ اس حوالے سے صرف حسن احمدی گیوی اور حسن انوری کی دستور زبان فارسی کا حوالہ کافی ہو گا۔ لکھتے ہیں:

"در زبان فارسی ہفت نوع کلمہ وجود دارد: فعل، اسم، ضمیر، صفت، قید، حرف، شبہ جملہ (صوت)"[۵۱]

اردو قواعد نویسی کے تنقیدی جائزے لیے فارسی قواعد کا مطالعہ بھی بہت اور اس سے تقابل بھی بہت ضروری ہے کیوں کہ اس سے ہمیں اردو قواعد کے بعض ابہامات کو سمجھنے اور اس میں بہتری لانے میں مدد مل سکتی ہے۔

اردو اجزائے کلام یا اقسام کلمہ:

اردو قواعد کی کتابوں میں اردو اجزائے کلام یا اقسام کلمہ کی تعداد اور تعاریف کے بارے میں بہت اختلاف ہے اور اب بھی ماہرین تعداد اور نوعیت کے تعین میں متفق نظر نہیں آتے۔ جہاں تک قواعد کی مخصوص کتابوں کا تعلق ہے، یہ اختلافات علمی مبحث کے طور پر قابل قبول ہو سکتے ہیں لیکن پرائمری سے لے کر ماسٹر کی درسی کتابوں میں ابہام کی موجودگی طلبہ کے لسانی ذوق اور فہم کی نمو کے لیے کسی صورت مناسب نہیں ہے۔ اگرچہ کلمہ کی بعض اقسام کی تعاریف میں بھی سقم اور اختلاف نظر موجود ہے لیکن موضوع کی وسعت کے پیش نظر یہ مقالہ اس موضوع کا متحمل نہیں ہو سکتا اس لیے صرف نوعی اور عددی اختلاف سے بحث کی جائے گی۔

اردو قواعد میں کلمے کی تین سے تیرہ تک اقسام بیان کی گئی ہیں۔ اکثر قواعد نویسوں نے روایتی تقسیم بندی کے تحت کلمہ کو اسم، فعل اور حرف کے تحت تین قسموں میں تقسیم کیا ہے جو عربی اصول قواعد کے زیر اثر ہے جب کہ بعض دیگر نے "صفت" اور "ضمیر" کا اضافہ کر کے ان کی تعداد پانچ تک پہنچا دی ہے۔ اس کے علاوہ بعض ماہرین نے حروف کی اقسام کو الگ سے ظاہر کر کے اقسام کلمہ کی تعداد نو بیان کی ہے جب کہ ایک کتاب میں حرف کی مزید اقسام کی نشان دہی کرتے ہوئے یہ تعداد ۱۳ کر دی ہے۔ اقسام کلمہ کی تعداد، نام اور نوعیت کے باب میں موجود اختلافات کو درج ذیل پانچ گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

گروہ اول: کلمہ کی تین اقسام:

نمبر شمار	مصنف	نام کتاب	سال	اقسام کلمہ: تعداد	اقسام کلمہ: نام
۱.	سر سید احمد خان[۵۲]	قواعد صرف و نحو زبان اردو	۱۸۴۰ء	۳	اسم، فعل، حرف
۲.	مرزا نثار علی بیگ[۵۳]	قواعد اردو حصہ دوم	۱۸۶۰ء		
۳.	محمد احسن[۵۴]	قواعد اردو حصہ چہارم	۱۸۶۴ء		
۴.	جان تھامسن پلاٹس[۵۵]	ہندوستانی یا اردو گرامر	۱۸۷۴ء		
۵.	راجہ شیو پرشاد[۵۶]	اردو صرف و نحو	۱۸۷۵ء		
۶.	محمد فتح خان جالندھری[۵۷]	مصباح القواعد	۱۹۰۴ء		
۷.	ابو اللیث صدیقی[۵۸]	جامع القواعد صرف	۱۹۷۱ء		
۸.	شفیع احمد صدیقی[۵۹]	اردو زبان و قواعد	۱۹۹۱ء		
۹.	فدا علی خان[۶۰]	قواعد اردو	۱۹۹۵ء		

۱۰.	منصف خان[61]	نگارستان	۱۹۹۸ء		
۱۱.	شاہد کمال[62]	جہان قواعد و انشاء	۲۰۰۶ء		
۱۲.	ارشد محمود ناشاد[63]	اردو قواعد و املا	۲۰۱۹ء		

اس گروہ کے تمام قواعد نویسوں نے بلا استثنا اور بلا تفریق کلمے کو تین قسمیں اسم، فعل اور حرف بیان کی ہیں۔ یہ تقسیم عربی اصول قواعد کی بنیاد پر عمل آئی ہے اور اردو کے لسانی مزاج اور ساختیات سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

ابو اللیث صدیقی نے اگرچہ اپنی جامع القواعد حصہ صرف میں بہت تفصیل کے ساتھ اردو گرامر کے قدیم و جدید مباحث کا جائزہ لیا ہے۔ اقسام کلمہ کے حوالے سے نام لیے بغیر مولوی عبد الحق کی تقسیم بندی کا حوالہ بھی دیا ہے۔ اسی طرح فتح محمد جالندھری کی تقسیم بندی کا ذکر کیا ہے اور حاشیہ میں ان کا حوالہ دیا گیا ہے اور انشا خان کی دریائے لطافت میں کلمہ کی توجیہ پر مبنی جملہ بھی نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ اقسام کلمہ کے حوالے سے اردو قواعد نویسوں کا عربی، فارسی اور انگریزی سے متاثر ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور جارج ہیڈلے (Georg Hadley) کی قواعد (۱۸۰۴) سے بھی مختلف اقتباسات بھی پیش کیے ہیں لیکن آخر میں کلمہ کو قدیم روش کے مطابق اسم، فعل اور حرف تین حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔ صفت اور ضمیر کو اسم کے زمرے میں اور فجائیہ یعنی "Interjection" کو حروف کے ذیل میں رکھا ہے جب کہ "Adverb" کو فعل کے زمرے میں تمیز کے عنوان سے دیا گیا ہے۔[64]

گروہ دوم: کلمہ کی پانچ اقسام:

نمبر شمار	مصنف	نام کتاب	سال تالیف	اقسام کلمہ	
				تعداد	نام
۱۳.	شوکت سبزواری[65]	اردو قواعد	۱۹۸۷ء	5	اسم، صفت، فعل، حرف، متعلق فعل / تمیز
۱۴.	سہیل عباس بلوچ[66]	بنیادی اردو قواعد	۲۰۱۰ء		اسم، فعل، تمیز، قید، حرف
۱۵.	محمد یامین سنبھلی[67]	اردو تحریر تلفظ و قواعد	۲۰۱۴ء		اسم، ضمیر، صفت، فعل، حرف
۱۶.	اکمل نعیم صدیقی[68]	اکمل اردو رہنما	۲۰۲۳ء		

میرے تجزیے کے مطابق شوکت سبزواری اصول قواعد اور اردو زبان دونوں کے مزاج سے بہ خوبی آشنا تھے۔ راقم نے اس سے قبل "اسم معرفہ و نکرہ" کے بارے میں ایک تحقیقی مقالہ تحریر کیا تھا جس میں اس بات کی طرف

اشارہ کیا تھا کہ جدید قواعد نویسوں میں واحد شوکت سبزواری ایک ایسی شخصیت تھے جنھوں نے اسم معرفہ اور نکرہ کی درست تعریف متعین کی تھی اور ان اصطلاحات کو اسم خاص اور اسم عام سے الگ قرار دیا تھا۔[۶۹] اقسام کلمہ کے بارے میں بھی ان کا نقطہ نظر کافی حد تک واضح اور مدلل ہے۔ انہوں نے اسم، صفت، متعلق فعل اور حرف کے عنوان سے کلمے کی پانچ قسمیں کی ہیں۔ عربی کی تین اقسام یعنی اسم، فعل اور حرف اور انگریزی کی آٹھ اقسام یعنی اسم، ضمیر، صفت، فعل، متعلق فعل، رابطہ، عاطفہ، فجائیہ کا حوالہ بھی دیا ہے اور یہ وضاحت دی ہے کہ اردو کے مزاج و منہاج کے پیش نظر 'ضمیر' کو 'اسم' میں اور آخر کی تین قسمیں (یعنی: رابطہ، عاطفہ اور فجائیہ) کو حرف میں شامل ہونا چاہیے۔ اس حوالے سے مزید تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "Adverb" کا ترجمہ 'متعلق فعل' ہے لہذا بعض اہل علم کا اس کو 'تمیز' قرار دینے پر اعتراض اٹھاتے ہوئے "تمیز" کو محدود اور "متعلق فعل" کو وسیع قرار دیا ہے۔ صفت کے بارے میں ان کا ماننا ہے کہ "صفت اسم ہی کی ایک قسم ہے اور اس حیثیت سے جداگانہ اس کا ذکر مناسب نہ تھا لیکن صفت کا بطور لغت استعمال اور گوناگوں اصول و احکام اس کے متقاضی تھے کہ کلمہ کی مستقل صنف قرار دے کر اس کا ذکر کیا جائے"۔[۷۰] ان کی بحث اور دلائل منطقی اور علمی ہیں لیکن جس طرح "صفت" کو اس کی اہمیت کے پیش الگ صنف مان کر ذکر کیا ہے اسی طرح "ضمیر" کو ایک مسلمہ اور متفقہ قسم کلمہ ہونے کے سبب اگر اجزائے کلمہ میں شامل کیا جاتا تو بہت بہتر ہے۔ اسی طرح "فجائیہ"، "Interjection" کا مترادف ہے جو انگریزی کا مسلمہ جزو کلام ہے ہی ساتھ ہی اردو کے اکثر اہل علم اس کو جزو کلام مانتے ہیں، لہذا فجائیہ (Interjection) کو حرف کے ماتحت رکھنے کے بجائے کلمے کی ایک قسم مان لیا جاتا تو ان کی تقسیم بندی ناقابل گرفت ہو سکتی تھی۔

ڈاکٹر سہیل عباس کی بنیادی اردو قواعد کو اگرچہ اہمیت دی جاتی ہے لیکن یہ روایتی انداز پر مبنی ہے اور بعض حالات میں انہوں نے صرف سابقین کا تتبع کیا ہے۔ موصوف نے ضمیر اور صفت دونوں کو اقسام کلمہ یا اجزائے کلام میں شامل نہیں کیا ہے جب کہ تمیز اور قید دونوں کو اقسام میں گنا ہے۔ تمیز کی جو تعریف انہوں نے بیان کی ہے اس میں ابہام پایا جاتا ہے کیوں کہ ان کے بقول: "تمیز وہ کلمہ ہے جو فعل کا خلاصہ کرے، جیسے فروٹ آیا، اچھا بیٹھا ہے۔۔۔"[۷۱] البتہ قید کی اصطلاح اور تعریف دونوں درست ہے جو انگریزی کے "Adverb" کا مترادف ہے۔ فارسی میں بھی بجا طور پر قید کی اصطلاح رائج ہے۔ تمیز کی تعریف کا مبہم ہونا اور صفت و ضمیر کو اقسام کلمہ میں شامل نہ کرنا سوالیہ نشان ہے۔

اس گروہ میں شامل دیگر دو اہل علم حضرات نے ضمیر اور صفت کو بطور اجزائے کلام شامل کیا ہے لیکن "متعلق فعل" کو شامل نہیں کیا۔ ان افراد نے کلمے کو پانچ اقسام میں تقسیم کرنے کے حوالے سے کوئی استدلال نہیں کیا ہے۔

کلمے کی پانچ اقسام کے قائل قواعد نویسوں میں ان کی نوعیت کے حوالے سے بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔

گروہ سوم: کلمہ کی چھ اقسام:

نمبر شمار	مصنف	نام کتاب	سال تالیف	اقسام کلمہ: تعداد	اقسام کلمہ: نام
۱۷.	مولوی غلام رسول[۷۲]	جدید اردو قواعد	۱۹۷۱ء	۶	اسم، ضمیر، صفت، فعل، تمیز، حرف مولوی غلام رسول نے تمیز کے بجائے متعلق فعل لکھا ہے۔
۱۸.	مولوی محمد ابراہیم[۷۳]	جدید اردو قواعد	۱۹۸۱ء		
۱۹.	ڈاکٹر سید حیدر علی[۷۴]	ابتدائی اردو قواعد	۲۰۱۳		

مولوی غلام رسول اور ڈاکٹر سید علی حیدر دونوں کی بیان کردہ "اقسام کلمہ" جدول میں درج ہیں جو تعداد میں چھ ہیں۔ مولوی غلام رسول نے "تمیز" کے بجائے "متعلق فعل" لکھا ہے جو نسبتاً درست تر ہے۔ سید حیدر علی نے کلمہ کی اقسام کا ترجمہ "Parts of Speech" اور تمیز کو "Adverb" قرار دیا ہے۔ جب کہ مولوی محمد ابراہیم کی کتاب درسی مقاصد کے لیے لکھی گئی ہے اس لیے انہوں نے اقسام کلمہ کے ساتھ قوسین میں انگریزی ترجمہ بھی دیا ہے؛ جو درج ذیل ہیں: "اسم (Noun)، ضمیر (Pronoun)، صفت (Adjectives)، فعل (Verb)، تمیز (Adverb)، حرف (Preposition, Conjunction, Interjection)[۷۵]

مولوی غلام رسول کی تقسیم بندی اور اقسام کا انگریزی ترجمہ کافی حد تک درست ہے البتہ "Adverb" کے لیے تمیز کی اصطلاح اور "Interjection" کو حرف کے ماتحت رکھنا قابل اعتراض ہے۔

گروہ چہارم: کلمہ کی نو اقسام:

نمبر شمار	مصنف	نام کتاب	سال تالیف	اقسام کلمہ: تعداد	اقسام کلمہ: نام
۲۰.	مولوی عبد الحق[۷۶]	قواعد اردو	۱۹۱۴ء	۹	مستقل: اسم، صفت، ضمیر، فعل، تمیز غیر مستقل / حروف: ربط، عطف، تخصیص، فجائیہ
۲۱.	نصیر احمد خان[۷۷]	اردو ساخت کے بنیادی عناصر	۱۹۹۴ء		مارفیمیاتی: اسم، ضمیر، صفت، فعل اشتقاقی مارفیم: تمیز، جار، حرف، ربط، عطف

مولوی عبد الحق نے کلمے کو مستقل اور غیر مستقل دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ مستقل کی پانچ اور غیر مستقل یا حروف کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔ لفظ کو مستقل اور غیر مستقل دو حصوں میں تقسیم کرنے کے جواز سے قطع نظر مستقل الفاظ کی پانچ اقسام یعنی اسم، صفت، ضمیر، فعل اور تمیز تعداد کے لحاظ سے درست ہے لیکن "تمیز" کو "Adverb" کے مترادف کے طور پر استعمال کرنا میری نظر میں قابل بحث ہے۔ جب کہ غیر مستقل الفاظ یا حروف کو چار حصوں یعنی ربط، عطف، تخصیص اور فجائیہ میں تقسیم کیا ہے لیکن تفصیلی بحث پر مبنی ابواب کو ان چاروں کو "حروف" کے ماتحت رکھا ہے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ مولوی عبد الحق بھی بنیادی طور کلمہ کی چھ اقسام کے قائل ہیں۔ حروف سے متعلقہ باب کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ربط کو " Preposition / Postposition" کا، عطف کو "Conjunction" کا، تخصیص کو "Determiner" کا اور فجائیہ کو "Interjection" کا مترادف سمجھتے ہیں۔[۴۸] ان اصطلاحات سے جزوی طور پر اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن طوالت کے باعث اس سے اجتناب برتتے ہوئے اتنا کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ باقی اجزا کو حروف کے ذیل میں رکھا جا سکتا ہے اور رکھنا بھی چاہیے لیکن فجائیہ کو کلمہ کی جداگانہ قسم مان لینا چاہیے اور یہ اصطلاح خود بھی ایک عام فہم لفظ کے ساتھ تبدیل ہونا چاہیے۔

نصیر احمد خان نے مارفیمیاتی اور اشتقاقی مارفیم کے اعتبار سے کلمے کی نو (۹) ہی اقسام بیان کی ہیں۔ انہوں نے قواعد کی کتاب مرتب نہیں کی ہے لیکن اردو کے لسانیاتی ساخت کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے ضمنی طور پر اقسام کلمہ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے:

> مارفیمیات کے نقطہ نظر سے اردو الفاظ کے خاص درجوں میں اسما (Nouns)، ضمائر (Pronouns)، صفات (Adjectives) اور افعال (Verbs) اہم ہیں۔ ____ اردو میں الفاظ کی تمام درجہ بندی مارفیمیاتی اصولوں پر نہیں ہو سکتی۔ مارفیمیاتی اعتبار سے الفاظ کے بعض اہم درجات (Classes) غیر تغیر پذیر ہوتے ہیں یا محض چند مارفیمی (سابقوں ولاحقوں) کو پیش کرتے ہیں۔ اس ضمن میں جار (Post-Position)، حرف (Particles)، تمیز (Adverb)، ربط (Connective) اور عطف (Conjunction) کو شامل کیا جا سکتا ہے۔[۴۹]

نصیر احمد خان نے مولوی عبد الحق کی طرح تخصیص اور فجائیہ کے بجائے جار اور حرف کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اگر یہاں بھی حروف کی اقسام کو یکجا کیا جائے تو کلمے کی چھ قسمیں باقی بچتی ہیں۔ انہوں نے "Adverb" کے لیے تمیز استعمال کیا ہے لیکن "Interjection" کا ذکر نہیں کیا ہے۔[۸۰]

گروہ پنجم: کلمہ کی تیرہ اقسام:

نمبر شمار	مصنف	نام کتاب	سال تالیف	اقسام کلمہ	
				تعداد	نام
۲۲.	قاضی محمد زین العابدین[۸۱]	آئین اردو	۱۹۲۶ء	۱۳	اسم، ضمیر، صفت، فعل، متعلقات فعل، ربط، عطف، ندا، جواب، تفسیر، تمنا، تزئین کلام، طبعی

کتاب کی تفصیلات سے اندازہ ہوتا ہے کہ عطف، ندا، جواب، تفسیر، تمنا، تزئین کلام اور طبعی در اصل حرف اور فجائیہ کی اقسام ہیں۔ لہٰذا ان آٹھ اقسام کو ان دو زمروں میں ضم کر دیا جائے تو سات اقسام بچتی ہیں جو میری نظر میں اردو اقسام کلمہ کی درست تعداد ہے۔

حاصل تحقیق:

اس تجزیے اور تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اردو اقسام کلمہ کے بارے میں قواعد نویسوں اور لسانی ماہرین میں اصولی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مختلف مصادر میں ان کی تعداد تین، پانچ، چھ، نو اور تیرہ بیان کی گئی ہے۔ اقسام کلمہ کو تین ماننے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ قواعد کی مخصوص کتابوں کے علاوہ نصابی کتابوں میں بھی اکثر تین اقسام ہی بیان کی گئی ہیں۔

راقم نے جن کتب قواعد کا تقابلی جائزہ لیا ہے ان میں سے بارہ کتابوں میں کلمہ کو اسم، فعل اور حرف تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو کل تعداد کی نصف سے زیادہ ہیں۔ کلمے کی پانچ اقسام ماننے والے ماہرین کی تعداد چار ہیں لیکن اس گروہ کے افراد کے باہم بھی دو سے تین اقسام کے ناموں پر اختلاف ہے۔ تین افراد نے کلمے کی چھ قسمیں بیان کی ہیں۔ اس گروہ کے افراد صرف ایک نام میں اصطلاحی اختلاف کے علاوہ تمام ناموں پر متفق نظر آتے ہیں۔ مولوی عبد الحق سمیت دو قواعد نویسوں نے اس حوالے سے پانچ مستقل اور چار غیر مستقل اقسام کا ذکر کیا ہے اور انہوں نے خود ہی چار غیر مستقل اقسام کو "حروف" کے تحت یکجا کر کے ایک ہی باب کے ذیل میں رکھا ہے لہٰذا اصولی طور پر ان کو بھی چھ اقسام والوں کے ساتھ شامل رکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح صرف قاضی زین العابدین نے

کلمے کو تیرہ حصوں میں تقسیم کیا ہے جن میں پانچ بنیادی اقسام ہیں اور باقی اقسام حروف کی ہی ذیلی اجزا ہیں اس لیے ان کو بھی اصولی طور پر چھ اقسام والے گروہ میں شامل ہونا چاہیے۔ اس طرح چھ اقسام والے گروہ میں چھ قواعد نویسوں کا نام لیا جا سکتا ہے۔

اسم، صفت، ضمیر، فعل، متعلق فعل اور حرف کو کسی نہ کسی صورت اکثر ماہرین بحیثیت اقسام کلمہ قبول کرتے ہیں اور اکثر قواعد نویسوں نے "فجائیہ" کا بھی ذکر کیا ہے لیکن اس کو جداگانہ طور پر کلمے کی قسم قرار دینے کے بجائے "حروف" کے ماتحت رکھا ہے جو کسی صورت درست نہیں کیوں حروف کے معنی متعین نہیں ہوتے جب کہ "فجائیہ" وہ الفاظ یا کلمات ہوتے ہیں جن سے ایک مکمل مفہوم سمجھا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات ہم صرف آہ یا واہ کہہ دیں تو اگلا ہماری مدعا کو سمجھ جاتے ہیں اس لیے اس کو فجائیہ کے بجائے "شبہ جملہ" یا "جملہ نما" کہنا زیادہ مناسب ہے۔ فارسی میں اسے صوت یا شبہ جملہ کہتے ہیں کیوں کہ جملہ نہ ہونے کے باوجود جملے کی طرح پورا پیغام پہنچا سکتا ہے۔ ضمیر کے بارے میں انگریزی، فارسی اور اردو کے جدید ماہرین لسانیات کا یہ ماننا ہے کہ اس کو اسم کے زمرے میں رکھا جائے۔ یہ ایک منطقی دلیل ہے کیوں ضمیر "اسم" ہی کی کنائی صورت ہے لیکن الگ قسم مان بھی لیا جائے تو کوئی ہرج نہیں ہے۔

اردو قواعد نویسوں میں سب سے زیادہ "Adverb" کے اردو نام کے بارے میں ابہام پایا جاتا ہے۔ بعض نے اسے متعلق فعل اور بعض نے تمیز لکھا ہے جب کہ ڈاکٹر سہیل عباس بلوچ نے "قید" اور "تمیز" کو دو الگ الگ اقسام قرار دیا ہے جو سراسر ایک مغالطہ ہے۔ میرا ماننا ہے کہ متعلق فعل سے "قید" کی اصطلاح زیادہ بامعنی اور وسیع ہے کیوں کہ تمیز "صرف" کا نہیں بلکہ "نحو" کا موضوع ہے اس لیے اس کو "Adverb" کے معنوں میں استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ عربی قواعد میں تمیز کی تعریف سے قطع نظر فارسی کے جدید قواعد نویسوں کے ہاں "تمیز" دراصل کلمے کی قسم نہیں بلکہ جملے میں کلمے کے کردار کا نام ہے یعنی نحوی اعتبار سے مکمل ایک جملے میں موجود ابہام کو دور کرنے کے لیے مفعول کے بعد آنے والا لفظ "تمیز" کہلاتا ہے، اسی لیے اسے "متمم مفعول" بھی کہا جاتا ہے، مثلاً یہ کہنا کہ "ہم حامد کو مانتے ہیں" ایک مکمل جملہ ہے۔ اس میں "ہم" فاعل، "حامد" مفعول اور "مانتا ہوں" فعل ہے لیکن اس کے باوجود جملے میں ایک ابہام پایا جاتا ہے لہذا اگر ہم اس جملے میں مفعول کے بعد ایک اسم یا صفت کا اضافہ کریں جیسے: "ہم حامد کو عادل مانتے ہیں" کہیں تو "عادل" کا لفظ جملے میں موجود ابہام کو دور کر دیتا ہے جسے نحوی اعتبار سے تمیز کہا جائے گا اگرچہ عادل صرفی اعتبار سے اسم یا صفت ہو سکتا ہے۔ صرف میں لفظ کی شناخت کی جاتی ہے کہ وہ کس قسم کا لفظ ہے جب کہ نحو میں اس کے کردار کو دیکھا جاتا ہے کہ جملے میں کس حیثیت سے استعمال ہوا ہے۔ لفظ کی

صرفی حیثیت ثابت اور غیر متغیر ہوتی ہے جب کہ نحو میں اس کا کردار بدل سکتا ہے جیسے: "احمد سکول جاتا ہے" میں صرفی اعتبار سے احمد اسم ہے جب کہ نحوی اعتبار سے احمد مسند الیہ یا فاعل ہے جب کہ "میں نے احمد کو دیکھا" میں احمد صرفی اعتبار سے اسم ہی ہے یعنی اس کی نوعیت ثابت ہے لیکن نحوی حیثیت بدل گئی یعنی اب یہ مفعول ہے۔

لہٰذا میرا ماننا ہے کہ صرف اور نحو کے مباحث کو علمی اصولوں کی روشنی میں دوبارہ سمجھنے اور خاص طور پر کلمے کی نئی تقسیم بندی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اختلافات کے سبب اساتذہ اور طلبہ میں اس موضوع کے حوالے سے موجود ابہام کا خاتمہ ہو سکے لہٰذا راقم الحروف درج بالا ابحاث و دلائل کی بنیاد پر اردو قواعد و لسانیات کے ماہرین کے سامنے یہ تجویز رکھنا چاہتا ہے کہ کلمے کو چھ یا سات اقسام میں تقسیم کیا جائے اور اصطلاحات میں بھی ضروری اصلاح کی جائے۔ راقم کلمہ کو "اسم، فعل، صفت، ضمیر، قید، حرف اور شبہ جملہ" کے عنوان سے سات اقسام میں تقسیم کرنے کی تجویز پیش کرتا ہے اور اگر اردو کے لسانی ماہرین ضروری سمجھیں تو ضمیر کو اسم میں شامل کر سکتے ہیں۔

حوالہ جات:

۱۔ خلیل صدیقی، لسانی مباحث، (کوئٹہ، زمرد پبلی کیشنز، ۱۹۹۱ء)، ۲۰۴

۲۔ کلیم الٰہی امجد، مقدمہ، مشمولہ: مصباح القواعد، فتح محمد خان جالندھری، (لاہور، عبد اللہ اکیڈمی، ۲۰۱۷ء)، ۷

۳۔ ڈاکٹر سہیل بخاری، تشریحی لسانیات، (کراچی، فضلی سنز، ۱۹۹۸ء)، ۱۷۹

۴۔ حسن انوری، فرہنگ بزرگ سخن، جلد ۴، (تہران، نشر سخن، ۱۳۸۱ش)، ۳۱۹۷

۵۔ کلیم الٰہی امجد، مقدمہ، مشمولہ: مصباح القواعد، ۱۳

۶۔ John, T. Platts, A Grammar of the Hindūstanī or Urdū Language, (London, WM. H. and Co., 1874), 21

۷۔ مشفق خواجہ، یہ کتاب (پیش لفظ)، مشمولہ: اردو قواعد، شوکت سبزواری، (کراچی، مکتبۂ اسلوب، طبع دوم ۱۹۸۷ء)، ۵

۸۔ رک: محمد نذیر، اردو گرامر کی تشکیل نو: اردو، عربی، انگریزی اور فارسی میں معرفہ اور نکرہ کا تقابلی جائزہ، مشمولہ: تحصیل، شمارہ ۱۳، (کراچی، اسلامک ریسرچ اکیڈمی، جولائی-دسمبر ۲۰۲۳ء)، ۳۱-۵۲

۹۔ ڈاکٹر ظفر احمد، اردو قواعد کی جدید تحقیق: تجزیاتی مطالعہ، مشمولہ: الماس، اردو تحقیقی مجلہ، شمارہ ۲۲/۱، (میر پور خاص، شاہ عبد اللطیف یونیورسٹی، ۲۰۲۰ء)، ۱۸-۱۷

۱۰۔ مرزا خلیل احمد بیگ، لسانی مسائل مباحث، (نئی دہلی، ایجوکیشن پبلشنگ ہاؤس، ۲۰۱۶ء)، ۱۱۹-۱۵۴

۱۱۔ رک: وارث سرہندی، زبان و بیان، (اسلام آباد، قومی مقتدرہ زبان)، ۹۵-۱۰۶

۱۲۔ شوکت سبزواری، اردو لسانیات، (علی گڑھ، ایجوکیشنل بک ہاؤس، ۱۹۹۰ء)

۱۳۔ خلیل صدیقی، لسانی مباحث، ۲۰۴

۱۴۔ سید علی حیدر، ابتدائی اردو قواعد، (الہ آباد، ندارد، ۲۰۱۳ء)، ۱۰

۱۵۔ محمد احسن، رسالہ قواعد اردو حصہ، چہارم، (الہ آباد، گورنمنٹ پریس، ۱۸۶۴ء)، ۱۰

۱۶۔ مرزا نثار علی بیگ، قواعد اردو حصہ دوم، (الہ آباد، گورنمنٹ پریس، ۱۸۷۰ء)، ۱

۱۷۔ شفیع احمد صدیقی، اردو زبان و قواعد، (دہلی، اردو اکادمی، ۱۹۹۱ء)، ۱۴

۱۸۔ مولوی عبدالحق، قواعد اردو، (دہلی، انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۱ء)، ۲۵

۱۹۔ مولوی عبدالحق، قواعد اردو، ۳۶

۲۰۔ قاضی محمد زین العابدین، آئین اردو، (میرٹھ، تامی پریس، ۱۹۲۶ء)، ۳۵

۲۱۔ ابو اللیث صدیقی، جامع القواعد صرف، (لاہور، مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۱ء)، ۲۲۷

۲۲۔ فتح محمد خان جالندھری، مصباح القواعد، [تشکیل نو: کلیم الٰہی امجد] (لاہور، عبداللہ اکیڈمی، ۲۰۱۷ء)، ۷۹-۸۰

۲۳۔ سہیل عباس بلوچ، بنیادی اردو قواعد، (اسلام آباد، قومی مقتدرہ زبان، ۲۰۱۰ء)، ۱۹

۲۴۔ منصف خان سحاب، نگارستان، (لاہور، دار التذکیر، ۱۹۹۸ء)، ۱۱

۲۵۔ مرزا نثار علی بیگ، قواعد اردو حصہ، دوم، (الہ آباد، گورنمنٹ پریس، ۱۸۷۰ء)، ۱-۲

۲۶۔ فتح محمد خان جالندھری، مصباح القواعد، ۷۹-۸۰

۲۷۔ سہیل عباس بلوچ، بنیادی اردو قواعد، ۱۹ و ۲۲

۲۸۔ قاضی محمد زین العابدین، آئین اردو، ۳۴-۳۵

۲۹۔ منصف خان سحاب، نگارستان، ۱۱

۳۰۔ شوکت سبزواری، اردو قواعد (کراچی، مکتبۂ اسلوب، طبع دوم ۱۹۸۷ء)، ۸-۸

۳۱۔ ابو اللیث صدیقی، جامع القواعد صرف، ۲۲۴

۳۲۔ محمد جواد مشکور، دستور نامہ در صرف و نحو زبان فارسی، (تہران، شرق، ۱۳۶۸ش)، ۷

۳۳۔ سید کمال طالقانی، اصول دستور زبان فارسی، (اصفہان، امیر کبیر، ۱۳۴۹ش)، ۷

۳۴۔ کلمہ کوچک ترین واحد معنی دار کلام است کہ دارای وحدت و استقلال معنایی و املایی و آوایی است و در سخن نقشی را بہ عہدہ دارد و از یک یا بیش از یک سازہ بہ وجود آمدہ است۔ خسرو فرشیدورد، دستور مفصل امروز، (تہران، سخن، ۱۳۸۲ش)، ۱۵۷

۳۵۔ عصمت جاوید، نئی اردو قواعد، (نئی دہلی، ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۵ء)، ۴۰

۳۶۔ The Editors of Encyclopaedia Britannica. "Grammar". *Encyclopedia Britannica*, 19 June. 2024, https://www.britannica.com/topic/grammar. Accessed 20 July 2024.

۳۷۔ Dionysios Thrax, *The Grammar of Dionysios Thrax*, [Translated by: Thomas Davidson], (Studley, St. Louis, Mo.,1974), 8

۳۸۔ کلیم الٰہی امجد، مقدمہ، مشمولہ: مصباح القواعد، ۱۱

۳۹۔ Laura Payne, "part of speech". *Encyclopedia Britannica*, 28 May. 2024, https://www.britannica.com/topic/part-of-speech. Accessed 20 July 2024

۴۰۔ Rev. Charles J. Lyon, M. A., *Analysis of the Seven Parts of Speech of the English Language*, (London, Edinburgh,1832)

۴۱۔ Ton McArthur "Part of Speech" *Concise Oxford Companion to the English Language,* Encyclopedia.com: https://www.encyclopedia.com/humanities/encyclopedias-almanacs-transcripts-and-maps/part-speech. Accessed 20 July 2024.

۴۲۔ Bas Aarts, Sylvia Chalker, Edmund Weiner, *The Oxford Dictionary of English Grammar*, (United Kingdom, Oxford University Press, Second edition 2014), 441

۴۳۔ Ronald Carter, Michael McCarthy, *Grammar of English*, (Cambridge University Press, 2006), 155

۴۴۔ Nordquist, Richard. *The 9 Parts of Speech: Definitions and Examples.* Thought Co. https://www.thoughtco.com/part-of-speech-english-grammar-1691590 Accessed July 20, 2024.

۴۵۔ Simona Olivieri, Classification of the Parts of Speech in Arabic: A Discussion on Origins, Theories, and Definitions, in *Old World: Journal of Ancient Africa and Eurasia*, 1(1), (Leiden Brill, 2021), 11. https://doi.org/10.1163/26670755-01010005

۴۶۔ ibid

۴۷۔ حسن انوشہ [سرپرستی]، فرہنگ نامہ ادبی فارسی: گزیدہ اصطلاحات و موضوعات ادب فارسی، دانشنامہ ادب فارسی جلد ۲، (تہران، وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی، ۱۳۷۶ش)، ۵۹۰

۴۸۔ ایضاً

۴۹۔ ایضاً

۵۰۔ منیژہ پور نعمت رودسری، منہاج الطلب: قدیمی ترین دستور زبان فارسی، مشمولہ: رشد آموزش زبان و ادب فارسی، شمارہ ۵۹، (تہران، وزارت آموزش وپرورش، ۱۳۸۰ش)، ۲۱-۲۳

۵۱۔ حسن احمدی گیوی، حسن انوری، دستورزبان فارسی ۱، (تہران، انتشارات فاطمی، چاپ چہارم ۱۳۹۰ش)، ۲

۵۲۔ سر سید احمد خان، قواعد صرف ونحوزبان اردو، [مرتب: ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری] (کراچی، ادارہ تصنیف و تحقیق پاکستان، ۱۹۹۰ء)، ۴۶

۵۳۔ مرزا نثار علی بیگ، قواعد اردو حصہ دوم، ۲

۵۴۔ محمد احسن، رسالہ قواعد اردو حصہ چہارم، ۱۰

۵۵۔ John, T. Platts, *A Grammar of the Hindūstanī or Urdū Language*, (London, WM. H. and Co., 1874), 21

۵۶۔ راجہ شیو پرشاد، اردو صرف ونحو، (حیدر آباد ہند، ادارہ ادبیات اردو، ۱۸۷۵ء)، ۶

۵۷۔ فتح محمد خان جالندھری، مصباح القواعد، ۸۱-۸۲

۵۸۔ رک: ابواللیث صدیقی، جامع القواعد صرف

۵۹۔ شفیع احمد صدیقی، اردوزبان وقواعد، (دہلی، اردو اکادمی، ۱۹۹۱ء)، ۱۴

۶۰۔ فدا علی خان، قواعد اردو، (پٹنہ، خدا بخش لائبریری، ۱۹۹۵ء)، ۸۰

۶۱۔ منصف خان سحاب، نگارستان، ۱۲

۶۲۔ شاہد کمال، جہان قواعد وانشاء، (کراچی، مکتبہ فریدی اردو کالج، ۲۰۰۶ء)۲۳

۶۳۔ ارشد محمود ناشاد، اردو قواعد واملا، مشمولہ: بنیادی اردو، (اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۲۰۱۹ء)، ۳۰

۶۴۔ رک: ابواللیث صدیقی، جامع القواعد صرف

۶۵۔ شوکت سبزواری، اردو قواعد، ۸

۶۶۔ سہیل عباس بلوچ، بنیادی اردو قواعد، ۲۴

۶۷۔ محمد یامین سنبھلی، اردو تحریر تلفظ اور قواعد، (بھوپال، مدھیہ پردیش اردو اکیڈمی، ۲۰۱۴ء()، ۱۰۶

۶۸۔ اکمل نعیم صدیقی، اکمل اردو رہنما، (جودھ پور، احمر کریم پبلیکشن، ۲۰۲۳ء)، ۱۲

۶۹۔ محمد نذیر، اردو گرامر کی تشکیل نو: اردو، عربی، انگریزی اور فارسی معرفہ اور نکرہ کا تقابلی جائزہ، مشمولہ: تحصیل، ۴۵-۴۷

۷۰۔ شوکت سبزواری، اردو قواعد، ۸

۷۱۔ سہیل عباس بلوچ، بنیادی اردو قواعد، ۲۳

۷۲۔ مولوی غلام رسول، جدید اردو قواعد، (حیدر آباد ہند، نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، ۱۹۷۱ء)، ۲۰

۷۳۔ محمد ابراہیم، جدید اردو قواعد، (الہ آباد، رام نرائن بینی مادھو، ۱۹۸۱ء)، ٦

۷۴۔ سید علی حیدر، ابتدائی اردو قواعد، ۱۰-۱۱

۷۵۔ محمد ابراہیم، جدید اردو قواعد، ٦

۷٦۔ مولوی عبدالحق، قواعد اردو، (لکھنؤ، الناظر پریس، ۱۹۱۴ء)، ۱٦-۱۷

۷۷۔ نصیر احمد خان، اردو ساخت کے بنیادی عناصر، (دلی، نصیر احمد خان، ۱۹۹۴ء)، ۱۵۸، ۱۵۹

۷۸۔ مولوی عبدالحق، قواعد اردو، (لکھنؤ، الناظر پریس، ۱۹۱۴ء)، ۱۱۹-۱۲۴

۷۹۔ نصیر احمد خان، اردو ساخت کے بنیادی عناصر، ۱۵۸، ۱۵۹

۸۰۔ ایضاً، ۱۵۸، ۱۵۹

۸۱۔ قاضی محمد زین العابدین، آئین اردو، ۳٦

Abstract

The classification of words, or "Kalima," is fundamental to the structure and comprehension of any language. Precise identification and categorization of these units are critical for grammatical accuracy and effective communication. While languages such as Arabic, English, and Persian have established classifications for parts of speech—consisting of three, eight, and seven categories respectively—Urdu grammar exhibits considerable variability. Urdu linguists propose a diverse range of parts of speech, varying from three to thirteen, which has led to substantial confusion among educators, students, and researchers. This paper seeks to address this issue by standardizing the parts of speech in Urdu. The study begins with a clear definition of essential grammatical terms, including "Sarf" (morphology) and "Kalima" (word). It then conducts a detailed comparative analysis of the parts of speech as delineated in 22 classical and contemporary Urdu grammar texts. By identifying and scrutinizing the inconsistencies present in these texts, this research proposes a standardized framework for the classification of parts of speech in Urdu. The proposed framework aims to resolve existing discrepancies and provide a coherent structure that enhances the clarity and consistency of Urdu grammar for academic and pedagogical purposes.

Keywords: Urdu Grammar, Parts of Speech, Classification of Word, Morphology, Syntax